دل کی بات

پاکستان کا مطلب کیا؟

قارئین کرام! گزشتہ مہینے میں قومی اخبارات میں شائع ہونے والے چند بیانات ملاحظہ فرمائیں اور ان کی روشنی میں غور فرمائیں کہ ہمارے حکمران، سیاستدان، دانشور، روشن خیال ادیب وشاعر اور صحافی پاکستان کے نظریاتی تشخص کو کس طرح مجروح کر رہے ہیں بلکہ ملک کا ایک نیا تشخص کس طرح قائم کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

جنرل مشرف نے ایک انٹرویو میں، وائس آف جرمنی کی رپورٹ کے مطابق، کہا:

''پاکستان کی کل آبادی کے ایک معمولی حصے کو مذہبی طور پر انتہا پسند قرار دیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلہ سے نمٹنے کے لئے ہم نے ایک آرڈی نینس نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایک سوال پر جنرل مشرف نے کہا کہ میں مذہبی انتہا پسندی کو ایک اور نظریے سے دیکھ رہا ہوں۔ یہ کہنا کہ ڈاڑھی بڑھائیں، بسنت نہ منائیں یا نیکریں نہ پہنیں کیونکہ یہ غیر اسلامی ہے، یہ سب دقیانوسی باتیں ہیں جب کہ ہم ماڈریٹ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک معتدل ترقی پذیر اسلامی مملکت ہے اور ہمیں اس کو برقرار رکھنا چاہئے۔ جنرل مشرف نے کہا کہ مجسموں کے بارے میں طالبان کے رویے پر ہمیں بھی افسوس ہوا (روزنامہ ''خبریں'' ملتان ۱۰ اپریل ۲۰۰۱ء)

پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر زرداری نے بھارت کی انڈین ابراڈ نیوز سروس کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا:

''طالبان کی طرح بنیاد پرست کسی بھی وقت پاکستان پر بھی قبضہ کر سکتے ہیں۔ ملک میں جمہوریت کی عدم موجودگی سے مولوی حضرات فائدہ اٹھا کر مسندِ اقتدار سنبھال سکتے ہیں۔ پاکستان طالبان حمایتی لوگوں کے نرغے میں آ سکتا ہے۔ افغانستان میں بدھا کے مجسموں کی توڑ پھوڑ کا فیصلہ درست نہیں تھا۔ ہم انتہا پسندی کے خلاف ہیں (روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد ۱۳ اپریل ۲۰۰۱)

عالمی پنجابی کانفرنس لاہور میں ''ترقی پسند'' لکھاری حمید اختر نے خطاب کرتے ہوئے پنجابی میں کہا'' پاکستان تلاوتاں کرن لئی نئیں، ترقیاں کرن لئی بنیا اے۔ قائداعظم دی اپنی حیاتی اندر کسے اکھٹ وچ قرآن دی تلاوت نئیں ہوئی۔ بغیر ویزے بھارت جان دا پروگرام بنایا اے'' (روزنامہ ''خبریں'' ملتان۔ ۱۵۔ اپریل ۲۰۰۱ء)

گورنمنٹ کالج لاہور کے شعبہ اسلامیات کے ایسوسی ایٹ پروفیسر سید محمد شمس الدین نے پرنسپل کے نام ایک خط میں لکھا ہے کہ:

''گورنمنٹ کالج لاہور کے پروفیسر خان محمد چاولہ اور پروفیسر رفیق محمد طلباء کو تدریس دیتے وقت کہتے ہیں کہ اگر سؤر کو گھر میں رکھ کر پالا جائے تو یہ حلال ہے، نماز صرف گناہگاروں پر فرض ہے متقی کو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ دوزخ

جنت کا کوئی وجود نہیں بلکہ یہ صرف تخیلاتی ہیں''

پروفیسر شمس الدین کالج کے پرنسپل کے نام ایک اور درخواست میں پرنسپل پر بھی الزام لگایا ہے کہ انہوں نے انہیں انگریزی میں دھمکی دی ہے کہ "I will see you"۔ پرنسپل نے بھری میٹنگ میں کہا ہے کہ پروفیسر شمس الدین کو دیکھتے ہی گولی ماردی جائے'' (روزنامہ ''خبریں'' ملتان ۱۵، اپریل ۲۰۰۱ء)

پنجاب یونیورسٹی کے تحت اسلامیات اختیاری بی اے کے پرچہ میں قرآنی آیات نامکمل اور ادھوری لکھی گئیں طلباء کے مطابق سوال نمبر۲ میں نامکمل قرآنی آیات کی نشاندہی کی گئی تو ایف سی کالج کے پرنسپل محمد اکرم نے جو کہ سنٹر میں ریذیڈنٹ انسپکٹر کی ڈیوٹی کر رہے تھے، طلباء کو ڈانٹ پلا دی اور غصے میں کہا کہ ''ہم نے یہاں اسلامی مرکز قائم نہیں کر رکھا'' (روزنامہ ''خبریں'' ملتان ۔۲۵ر اپریل ۲۰۰۱ء)

یہ ہے پاکستان کے سیکولر اور بے دین حکمرانوں، سیاست دانوں، دانشوروں، ادیبوں، شاعروں اور دانش گاہوں کے استادوں کا اور چھوہر، فکری و نظریاتی حرام کاری کے چند نمونے اور پاکستان کی نظریاتی حیثیت اور تشخص کو تبدیل کرنے کے خواہاں امریکی و برطانوی گماشتوں، یہود و نصاریٰ کے فکر و فلسفہ کے بدبودار جوہڑوں میں پلنے اور ٹرانے والے مینڈکوں اور ہونولولو، آکسفورڈ کے خارش زدہ باؤلوں اور فرزندانِ ناہموار کی بک بک جھک جھک۔

یہ بے بنیاد لوگ وہ ہیں جن کی تعداد پاکستان میں ۹۹ فیصد بنیاد پرستوں کے مقابلے میں ایک فیصد بھی نہیں۔ شورش مرحوم نے شاید ایسے لوگوں کو رات کے تاریک سناٹوں کی پیداوار قرار دیا تھا۔ قیام پاکستان کے وقت مسلمانوں نے نعرہ لگایا تھا....... ''پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ''۔ غور فرمایئے ہم ۵۳ برسوں میں کہاں سے کہاں پہنچے ہیں؟ سوال ہے کہ اب پاکستان کا مطلب کیا ہے؟

ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ ان سب لوگوں کی بولی ٹھولی ایک ہے، یہ تمام طبقات دین دشمنی میں ایک ہیں اور ''الکفر ملۃ واحدہ'' کی ناقابل تردید مثال ہیں۔

پاکستان کی مسلم اکثریت ان شاء اللہ ان مٹھی بھر بے بنیادوں کو ملک کا نظریاتی تشخص ختم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دے گی۔

ملک کی دینی قوتیں اپنی جانوں پر کھیل کر وطن عزیز کی حفاظت کریں گی۔ اور وطن کی نظریاتی شناخت اور اساس کی بقا کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گی۔ بے شک موجودہ حالات دینی قوتوں کیلئے مشکل ترین آزمائش ہیں لیکن ہم اللہ کی بارگاہ میں سرخرو ہوں گے۔ وہ وقت دور نہیں جب ان منہ زور اور بگٹٹ روشن خیالوں اور ترقی پسندوں کو نکیل ڈالی جائے گی۔ ہم پوری طرح حوصلے میں ہیں اور استقامت کے ساتھ بے دینوں کا مقابلہ کرنے کا عزم کرتے ہیں۔